رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ہفتہ وار

قادیان

اخبار

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ...... للعہ
امراء و رؤساء سے ...... صہ
...... سے ...... عہ
...... سے ...... صہ

قیمت فی پرچہ ۲ر

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۴۲ | مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۳۹ء مطابق ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ | نمبر ۱

"الحکم" کے قارئین کرام کی خدمت میں

برادرانِ ملت! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اکتالیس برس ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ کی کسی عظیم الشان مشیت کے ماتحت میں نے "الحکم" جاری کیا۔ اس وقت سلسلہ کی ابتداء تھی۔ اور اغیار کی یورشوں کی انتہا نہ تھی۔ مختلف قسم کی مشکلات اور ابتلاؤں میں "الحکم" کا اجراء ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے موقعہ دیا۔ کہ خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان مامور و مرسل کے عہدِ سعادت کے ملفوظات، مکتوبات۔ آپ پر نازل ہونیوالی وحی۔ اور بزرگانِ ملت کے ارشادات، اور تاریخ سلسلہ کے واقعات کو محفوظ کر دوں۔ "الحکم" کو اس خصوص میں۔ اور سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہونے کی حیثیت سے جو فخر حاصل ہے وہ میرے لئے اور میری نسل میں ہمیشہ موجب فخر و ناز رہیگا۔

اور میں تو اس سعادت کو ہمیشہ باعثِ نجات سمجھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحکم کو اپنا ایک بازو قرار دیا۔ آپکے خلفاء نے اسکے قیام و بقا کیلئے ہمیشہ پرزور سفارش فرمائی۔ مجھے اس ضمن میں کچھ کہنا نہیں۔ ایک بات کو جو بڑھتی جا رہی ہے۔ یاد دلاتا ہوں کہ

حضورؑ کے عہد کی یادگار کو قائم رکھو

تم اپنے چند پیسوں پر نظر نہ کرو۔ الحکم کی بے قاعدگی کو چشم پوشی کی نظر سے دیکھو۔ میں اُسے زندہ رکھنا چاہتا ہوں ظاہری صورت میں۔ ورنہ الحکم کو تو

حیات ابدی حاصل ہو چکی

اور اس کے ذریعہ میں بھی موت کو فتح کر چکا۔ سلسلہ کا کوئی ذکر الحکم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ وہ زندہ رہیگا۔ آؤ اُسے ظاہری شکل میں بھی زندہ رکھنے کیلئے تعاون کریں۔ صرف وہ لوگ "الحکم" کے ساتھ تعاون کریں جنکی یہی ایک غرض ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد کا یہ صحیفہ قائم رہے ان کی نظر کاغذ اور سیاہی کے حساب پر نہ ہو۔ انکا نقطۂ نظر بہت بلند ہو۔ تب وہ دیکھیں گے۔ کہ انکا اخلاص انہیں بھی ایک تاریخی قوم بنا دیگا۔

میں ابھی بسترِ علالت سے اٹھ رہا ہوں۔ کون جانتا ہے۔ کہ مجھے پھر کچھ کہنے کا موقعہ ہوگا یا نہیں اور تم میں سے کسی کو اُسکے سننے کا موقعہ رہیگا یا نہیں۔ میں اس پیرانہ سالی میں "الحکم" کو زندہ رکھنے کا ایک جوش رکھتا ہوں۔ آؤ! میرے ساتھ ملکر اُسے زندہ رکھو تا ہمیں بھی حیات ابدی ملے۔ سالِ نو کے آغاز کے ساتھ میں معاونینِ الحکم کو

نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں

اور اُن سے جن کے ذمہ الحکم کا بقایا ہے۔ درخواست کرتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو کو مضبوط کریں۔ اور شل نہ ہونے دیں۔ وہ اپنے فرض کو شناخت کریں۔ بقایا ادا کر دیں۔ اور سالِ نو کی قیمتیں بھی بھیجدیں علاوہ بریں میں ہر ایک احمدی انجمن کے سکرٹری سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی انجمن کے لئے الحکم کو جاری کر دیں۔ اور اس کی اشاعت کو جسقدر وہ وسیع کریں گے اسی قدر ان کے اجر کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان کلمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ جو سالانہ جلسہ پر آپ نے فرمائے اور آپ لوگوں نے سُنے

والسلام
خاکسار عرفانی (بانیٔ الحکم)

مطبع دستیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا۔

پچاس سال پیشتر

۲۸ر جنوری کے "الحکم" کا انتظار کرو!

الحکم کے دور جدید میں میں نے ایک سلسلہ مضامین کا شروع کیا تھا جس میں پچاس سال پیشتر کے حالات و واقعات درج کئے جاتے تھے۔ اور اسطرح سلسلہ کی تاریخ کا ایک حصہ محفوظ ہوتا چلا جاتا تھا۔ مگر میرے غیر متوقع سفر نے اُسے جاری نہ رہنے دیا۔ اسوقت میرا خیال تھا۔ کہ میں چند روز کیلئے جا رہا ہوں۔ اور جانے پر میں مجبور تھا۔ اس لئے کہ بمبئی کی عدالت میں "مسلاڈ" کے خلاف ایک مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی ایک حیدر آبادی نواب نے دائر کیا تھا۔ میرے جانے پر وہ مقدمہ پہلی ہی پیشی پر خارج ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد نواب صاحب بھی ختم ہو گئے۔ مگر میرا قیام لمبا ہو گیا۔ اور اب تک بھی میں حیدر آباد میں ہوں۔ اس مرتبہ سالانہ جلسہ پر آیا۔ تو جلسہ کے معاً بعد بیمار ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے شفا دی۔ اور مجھے موقعہ دیا۔ کہ میں پھر سلسلہ کی کچھ خدمت کروں۔ اسلئے میں نے پھر خدا کے فضل اور رحم پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے۔ کہ ۲۸ر جنوری ۱۹۳۹ء کے الحکم سے سلسلہ کی پچاس سال قبل کی تاریخ کا سلسلہ جاری کروں۔ کم از کم مہینے میں دو بار تو یہ مضامین شائع ہونگے اور میں ان مضامین کے حق تالیف کو الحکم کیلئے محفوظ قرار دیتا ہوں۔ میں اپنے دوستوں سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ میرے لئے دعا کریں گے۔ تاکہ میں اس سلسلہ کو جاری رکھ سکوں۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ آج سے پچاس سال پیشتر کی تاریخ گویا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے آغاز کی تاریخ ہے۔ اور اس سال سلسلہ کی جوبلی ہونیوالی ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ حالات نہایت دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔ اس سلسلہ تاریخ کے علاوہ

الحکم کا جوبلی نمبر بھی شائع ہوگا

اور انشاء اللہ العزیز وہ ایک قیمتی تحفہ ہوگا۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے اس کے لئے درخواستیں بھیجدیں تاکہ ان کے مد نظر اس کی تعداد طباعت کا لحاظ رکھا جاوے۔ قیمت کا اعلان بعد میں ہو جائیگا۔ اس میں متعدد فوٹو ہونگے۔ اور کوشش کی جائیگی کہ نہایت قیمتی مضامین اسکے لئے جمع کئے جائیں۔ درخواستیں دفتر الحکم میں بھیجو جاویں۔ جی تو یہ چاہتا ہے کہ سلسلہ کے ایک سال کے حساب سے کم از کم پچاس ہزار شائع ہو۔ مگر یہ توقع سر دست ممکن نظر نہیں آتی۔ بہر حال جوبلی نمبر انشاء اللہ العزیز شائع ہوگا۔

(خاکسار عرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کلام الامام امام الکلام

اس سال بر جلسہ پر حضور (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی دو نظمیں پڑھی گئیں جن کے پڑھنے کا فخر مکرمی ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کو حاصل ہوا۔ یہ نظمیں کیا ہیں، بادۂ عرفان کے چھلکتے ہوئے جام ہیں۔ پڑھنے سے روح کی تشنگی بجھتی ہے۔ اور معرفت۔ ایمان۔ ایقان۔ عشقِ الٰہی اور مومنانہ زندگی کے تمام اسرار انسان پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور انسان وجد انگیز کیفیتوں میں کھو یا جاتا ہے۔ خدا اسے کرے کہ وہ ہم سب کو توفیق دے۔ کہ ہم اس مقام پر کھڑے ہو سکیں جس مقام پر ہمارا امام (ایدہ اللہ تعالیٰ) ہم کو کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ آمین اللہم آمین۔

(ایڈیٹر)

(۱)

موت اسکی راہ میں گر تمہیں منظور ہی نہیں — کہہ دو کہ عشق کا ہمیں مقدور ہی نہیں

کیوں جرمِ نقضِ عہد کے ہوں مرتکب جناب — جب آپ عہد کرنے پہ مجبور ہی نہیں

مومن تو جانتے ہی نہیں بزدلی ہے کیا — اِس قوم میں فرار کا دستور ہی نہیں

ڈر کا اثر ہو ان پہ نہ لالچ کا ہو اثر — ہوش آئیں جنکو ایسے یہ مخمور ہی نہیں

دل دے چکے تو ختم ہوا قصۂ حساب — معشوق سے حساب کا دستور ہی نہیں

بحرِ فنا میں غوطہ لگانے کی دیر ہے — منزل قریب تر ہے وہ کچھ دور ہی نہیں

دشمن کی چیرہ دستیوں پہ اے خدا گواہ — ہیں زخم دل بھی سینے کے ناسور ہی نہیں

اُس مہرِ نیم روز کو دیکھیں کو کس طرح
آنکھوں میں ظالموں کے اگر نور ہی نہیں

(۲)

ذرا دل تھام لو اپنا کہ اک دیوانہ آتا ہے — شرارِ حسن کا جلتا ہوا پروانہ آتا ہے

کمالِ جرأتِ انسانیت عاشق دکھاتا ہے — کہ میدانِ بلا میں بس وہی مردانہ آتا ہے

نگاہِ لطف میری جستجو میں بڑھتی آتی ہے — ہوں وہ میخوار جس کے پاس خود میخانہ آتا ہے

مجھے کیا اس سے گر دنیا مجھے فرزانہ کہتی ہے — تمنا ہے کہ تم کہدو مرا دیوانہ آتا ہے

بھڑک اٹھتی ہے پھر شمعِ جہاں کی روشنی یکدم — عدم سے سوئے ہستی جب کوئی پروانہ آتا ہے

میری تو زندگی کٹتی ہے تیری یاد میں پیارے — کبھی تیری زباں پر بھی مرا افسانہ آتا ہے

ہزاروں حسرتیں جل کر فنا ہونے کی رکھتا ہے
ہٹا بھی دیں ذرا فانوس اک پروانہ آتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیرت المہدی کا ایک ورق (۲)

(بقیہ روایات تحریر کردہ شیخ محمد نصیب صاحب)

(گذشتہ سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم جلد ۴۱ نمبر ۴۲ و ۴۳)

اس کے بعد میں سکھوں کے مکان میں کرایہ پر رہتا تھا۔ جو مرزا نظام الدین صاحب کے مکان کے ساتھ ہی جنوب کی جانب ہے۔ کسی بات پر مالکہ مکان نے میرے ساتھ ناجائز جھگڑا کیا۔ اور مکان خالی کرنے کو کہا۔ میں نے کہا دو سال کا معاہدہ ہے۔ اس سے پہلے خالی نہیں کر سکتا۔ تب اس نے مرزا نظام الدین صاحب سے امداد چاہی مرزا صاحب مجھے مکان خالی کرنے کو کہتے۔ اور فساد سے ڈراتے۔ مگر میں نے خالی نہ کیا۔ تب انہوں نے شیخ یعقوب علی صاحب سے مدد چاہی۔ انہوں نے مجھے بلا کر کہا۔ میں نے حضرت حکیم الامت سے عرض کیا۔ کہ مرزا صاحب تو مجھے تنگ کرتے ہی تھے۔ اب تو شیخ صاحب کی باری آئی حضرت مولوی صاحب نے شیخ صاحب کو لکھا۔ کہ پہلے اسے مکان لے دیں۔ پھر خالی کرائیں شیخ صاحب تو ڈر کر چپ ہو گئے مگر مرزا صاحب پھر مجھے براہ راست کہنے لگے۔ ان دنوں میرے ہاں بچہ بھی پیدا ہوا تھا میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس امر سے اطلاع کی۔ آپ نے لکھا۔ کہ مجھے معلوم ہو کر سخت افسوس ہوا ہے۔ اسوقت میرے پاس کوئی مکان خالی نہیں۔ ورنہ ضرور دیتا۔ آئندہ خیال رکھونگا۔ نماز ظہر کے وقت جب آؤ۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب بھی موجود ہوں۔ تو مجھے یاد کرانا۔ میں انتظام کرادونگا۔ ان دنوں مسجد مبارک کی توسیع ہو رہی تھی۔ اور نماز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب والے مکان میں پڑھی جاتی تھی جب میں گیا۔ تو مجھے دیکھ کر خود ہی فرمایا۔ کہ مرزا صاحب کے گھر سے ایک عورت آئی تھی۔ میں نے کہلا بھیجا۔ کہ اب انہیں کوئی تنگ نہ کریگا۔ چنانچہ اس کے بعد میں دیر تک اس مکان میں رہا۔ مجھے کسی نے مکان خالی کرنیکا اشارہ تک بھی نہ کیا۔ اور جب خود ہی میں نے خالی کیا۔ تو وہ عورت جانے نہ دیتی تھی۔ اور زار زار رو رہی تھی۔ حضرت اقدس ؑ کی اپنے ایک ادنیٰ خادم کیلئے یہ شفقت کہ باوجودیکہ مرزا نظام الدین صاحب سے بوجہ اختلاف کسی قسم کا تعلق نہ تھا۔ مگر میرے آرام کی خاطر یہ تکلیف گوارہ فرمائی۔

ایک دفعہ مجھے ضرورت پڑی۔ میں نے حضرت اقدس ؑ کی خدمت میں دس روپے قرض کیلئے لکھا۔ آپنے دس روپے بھیج دیئے۔ جب میں نے پہلی قسط پانچ روپے کی بھیجی۔ تو بہت خوش ہوئے مجھے لکھا کہ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ تمہارے جیسا حساب وکتاب میں صاف میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے سوچا کہ میں تو اپنے آپ کو جانتا ہوں۔ مگر یہ لوگ مبالغہ یا خوشامد سے کسی کو ایسا نہیں لکھتے۔ کیونکہ دنیا کے لوگ ان کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔ کہ خوشامد کریں۔ یا یونہی خوش کریں۔ اگر اب نہیں تو خدا تعالیٰ ضرور ایسا کر دیگا۔ خدا تعالیٰ جو دکھاتا ہے۔ وہی یہ لوگ بتاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مارچ ۱۹۰۸ء کا ذکر ہے۔ یعنی آپ کی وفات سے تین ماہ قبل شیخ غلام احمد صاحب جو میرے پھوپھی زاد بھائی۔ اور بہنوئی بھی تھے۔ فوت ہو گئے۔ میں نے ماتم پرسی کیلئے جانے کی اجازت چاہی۔ تو حضرت اقدس ؑ نے جانے کی اجازت بخشی

ایک دفعہ ہمیں کستوری کی ضرورت پڑی۔ ان دنوں قادیان میں دستیاب نہ ہوتی تھی۔ حضور ؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے ضرورت سے زائد عطا فرمائی۔ جو دیر تک ہمارے پاس رہی۔

ایک دفعہ عرض کیا۔ کہ حضور اپنی قمیص بخشیں۔ آپنے سفید لکیر دار ململ کی قمیص عطا فرمائی۔

سال ۱۹۰۷ء میں میں دفتر اخبار بدر میں کام کرتا تھا۔ حقیقۃ الوحی کی ایک جلد کے لئے عرض کیا۔ آپنے اسی وقت ایک کاپی عنایت فرمائی۔

حضور علیہ السلام کے سر مبارک کے لمبے لمبے بال اب تک میرے پاس محفوظ ہیں۔ حنا شدہ ہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ قادیان میں میرے ہاں چوری ہوئی۔ برسات کا موسم تھا۔ چوروں نے یہ بال بھی چوری کے مال کے ساتھ باہر زمین میں دفن کر دیئے۔ چور پکڑے گئے۔ اور سب مال برآمد ہوا۔ خدا نے نہ چاہا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر مبارک کے بال اسی طرح کیچڑ میں دبے رہیں۔ یا چوروں کے تصرف میں جا کر جاہلوں کے ہاتھ سے بے ادبی ہو۔ یہ بال میری بیوی نے اپنے ٹرنک میں محفوظ کر کے رکھے ہوئے تھے۔ سال ۱۹۳۴ء میں جب میں چک نمبر ۲ تحصیل اوکاڑہ محکمہ جرائم پیشہ میں سپرنٹنڈنٹ تھا۔ ان دنوں بھی ہمارے ہاں چوری ہوئی۔ گھر کے تمام ممبران کے سوٹ کیس وغیرہ چوروں نے توڑے جن سے قریباً ڈیڑھ ہزار روپے کا مال لے گئے۔ مگر خدا کی حکمت کہ میری بیوی کے صندوق کو جو پاس بالکل ظاہر اونچی جگہ پر تھا۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر مبارک کے بال تھے۔ ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اور محفوظ رہا۔

ابتدائی زمانہ میں میں ہائی سکول میں کلرک تھا۔ ایک دن یہاں کے سکھوں نے میاں احمد نور صاحب کے مکان پر بلوہ کیا۔ بلوائیوں میں لچھی رام نام ایک ہندو بھی جو اب تک زندہ ہے۔ باقی قریباً سب مر گئے۔ میں شور سن کر وہاں گیا۔ اس نے میرے کندھے پر زور سے لاٹھی رسید کی۔ میں سکول میں واپس آگیا۔ اور یہ لوگ بھی شور و فساد کر کے چلے گئے۔ ہم میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ مگر سکھوں نے پیش بندی کے طور پر حضرت مولوی نورالدین صاحب ؓ مولوی محمد علی صاحب اور خاکسار کے خلاف فوجداری دعویٰ جا دائر کیا۔ اور ہمارا تو اس قسم کا ارادہ ہی نہ تھا لیکن جب ہمیں علم ہوا۔ تو ہم نے بھی فوجداری دعویٰ دائر کر دیا۔ ہر دو دعوے خان عبدالغفور خان صاحب مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کی عدالت میں گئے۔ جب مقدمہ بٹالہ ریسٹ ہاؤس میں پیش ہوا۔ تو خانصاحب نے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ جیسی ہستی دیکھ کر سمجھا۔ کہ یہ لوگ بلوائی نہیں ہو سکتے"۔ دعویٰ ضرور جھوٹا ہے۔ جو محض اپنے بچاؤ کی خاطر کیا گیا ہے۔ لہذا خارج کر دیا۔ اور ہمارا مقدمہ بعد تحقیقات سچا نکلا۔ اس لئے ان پر فرد جرم لگا کر صفائی کے گواہ طلب کئے اور تاریخ دیدی۔ سکھوں نے دیکھا۔ کہ اب ہم مرے۔ سوائے اس کے کوئی علاج نہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی لی جائے۔ وہ مسجد مبارک کی اندر کی سیڑھیوں سے اوپر دروازہ پر آئے۔ دستک دی حضرت اقدس ؑ خود دروازہ پر تشریف لائے۔ اپنا مطلب عرض کیا۔ کہ ہم آپ کی اولاد اور رعیت ہیں آپ ہمارے مائی باپ اور بادشاہ ہیں۔ ہمیں بچایا جائے۔ نہیں تو مر جائینگے آپ نے فرمایا۔ شیخ یعقوب علی صاحب کو بلاؤ۔ شیخ صاحب تشریف لائے۔ حضرت اقدس ؑ نے فرمایا۔ کہ تاریخ والے روز ہماری طرف سے عدالت میں لکھو۔ کہ ہم معاف کرتے ہیں۔ انہیں معافی دیدی جائے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور! ان پر تو فرد جرم لگ چکا ہے اور صفائی کے گواہ مانگے ہیں۔ کارروائی مقدمہ ایک حد تک ہو چکی ہے۔ مطلب یہ کہ یہ اب قابو آئے ہوئے ہیں۔ سزا ملنی چاہیئے۔ نیز ہمارا اب دخل نہیں۔ چھوڑنا نہ چھوڑنا اب عدالت کا کام ہے۔ حضرت اقدس ؑ نے فرمایا نہیں اب ضرور معاف کرنا چاہیئے۔ یہ ہمارے شہری ہیں۔ اور مقدمہ میں مبتلا ہیں۔ تبھی تو معافی مانگتے ہیں شیخ صاحب خاموش ہو رہے۔ تاریخ پر عدالت میں جا عرض کیا۔ مجسٹریٹ صاحب یہ سنکر دنگ رہ گئے۔ اور دیر تک منہ میں قلم لے کر سوچتے رہے۔ اور یوں ان سے گویا ہوئے۔ دیکھو! تم لوگ بڑے خوش نصیب ہو۔ تمہارے شہر میں ایسا رحیم و کریم انسان رہتا ہے۔ کہ جب اسکا شکار خوب قابو آجاتا ہے۔ تو وہ رحم کر کے پنجرے کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

میں نے تمہیں مجرم پایا۔ اور ضرور سزا دیتا۔ مگر ان کے کہنے پر میں بھی معاف کرتا ہوں۔ تم بڑے نالائق شخص ہو۔ ایسے شخص کی قدر نہیں کرتے۔ مگر یہ نالائق کب سمجھنے والے تھے۔ وقت نکلنے پر شرارتیں کرتے۔ حتیٰ کہ موت نے ہی ان کا خاتمہ کیا۔

تاریخ اپریل ۱۹۰۸ء کا ذکر ہے۔ کہ میری لڑکی امۃ اللہ جو میاں نصیر احمدؐ کی رضاعی بہن تھی برمض خسرہ میں مبتلا ہو گئی۔ حضرت اقدسؑ کو دعا کے لئے عرض کیا آپ نے فرمایا مجھے ہر روز دعا کے لئے یاد دلایا کرو۔ اور اس کی حالت سے اطلاع دیا کرو۔ چنانچہ تعمیل کی جاتی۔ اور آپ دعا فرماتے رہے۔ مگر قضاء قدر کے سامنے کسی کی پیش نہیں جاتی۔ آخر ۹ر اپریل ۱۹۰۸ء کو یعنی حضورؑ کے وصال سے قریباً ڈیڑھ ماہ قبل فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میری بیوی کی والدہ یہاں پہنچی۔ اس نے چاہا۔ کہ اپنی لڑکی کو ہمراہ لے جائے۔ تاکہ اس کا غم غلط ہو۔ میں نے حضرت اقدسؑ کو لڑکی کے فوت ہونے کی اور اپنی ساس کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے ذیل کا خط مجھے لکھا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے خط پڑھ لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت دعا کرونگا۔ کہ خدا تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ مگر صبر شرط ہے۔ جب انسان خدا تعالےٰ کے ایک فعل پر حد سے زیادہ بے صبری کرتا ہے۔ تو اپنے ثواب کو کھو بیٹھتا ہے۔ والدین کے گھر میں جانے کا مضائقہ نہیں۔ مگر عورت کے لئے اپنے مرد سے زیادہ کوئی مونس وغمخوار نہیں ہوتا۔ چند روز کیلئے اگر چلی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ اس غم میں آپ اور وہ دونوں شریک ہیں۔ پس کس طرح ان کو گوارہ ہے کہ آپ کو اس غم کی حالت میں اکیلا چھوڑ کر چلی جائیں اور ہماری شریعت کی رُو سے زیادہ غم آئندہ ملنے والے اجر سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے ابتلاء ہیں جسکو چاہتا ہے بھیجتا ہے جس کو چاہتا ہے اٹھا لیتا ہے۔ غم حد سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ حد سے زیادہ غم مبارک نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ کا مقابلہ ہے اور ایمان کے برخلاف ہے۔ زیادہ آپ خود سمجھتے ہیں۔ اگر صبر اور استقامت سے مجھے یاد دلاتے رہیں گے۔ تو میں دعا کرونگا۔

مجھے شک ہے۔ کہ یہ اٹھرا کی بیماری ہے اس میں بڑی دوائی جو میرے تجربہ میں آچکی ہے۔ کہ میاں بیوی ڈیڑھ برس تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ یعنی جماع سے پرہیز کریں۔ بلکہ بھائی بہن کی طرح رہیں۔ دل پاک وصاف رکھیں اور دعا کرتے رہیں۔ تب یہ بیماری انشاء اللہ تعالےٰ دور ہو جائیگی۔ اس کے ساتھ دوسری دوائیں بھی دی جائیں گی۔ مجھے یاد دلانے پر نسخہ لکھدونگا۔ والسلام مرزا غلام احمدؐ"

اس خط سے حضرت صاحب کی اس ہمدردی کا جو آپ اپنے خدام سے دکھ و درد کے وقت رکھتے اور اسکا اظہار فرماتے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کیا کسی والدین نے ایسی شفقت دکھائی ہے؟ آپ نے ہر طرح سے دلجوئی فرمائی۔

یہ خط میں نے پڑھا۔ گھر میں مستورات کو سنایا۔ اللہ تعالےٰ نے اس سے سب کے دلوں کو تسکین بخشی اور صبر کی توفیق دی۔ میری ساس نے لڑکی کو ہمراہ لے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت مولوی نور الدینؓ صاحب نے جب یہ خط پڑھا۔ تو مجھے خفا ہونے لگے۔ کہ تم نے بے صبری دکھائی ہے۔ تبھی حضرتؑ صاحب نے اسقدر لمبا خط لکھا ہے۔ ورنہ اُن کی عادت نہیں۔ عرض کیا۔ کہ میں نے تو صرف اطلاع کی تھی۔ یہ اُن کے دلی درد کا اظہار ہے۔ جو حضورؑ کے دل میں اپنے خدام کی تکلیف کے وقت پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا۔ کہ اِسے اخبار میں طبع کرا دو۔ چنانچہ ۱۶ر اپریل ۱۹۰۸ء کے بدر اخبار میں معہ دوسرے خط کے شائع ہو گیا۔

اس کے چند روز بعد میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو اُن کے ارشاد کے ماتحت نسخہ کیلئے یاد دلایا۔ تو پھر مندرجہ ذیل دوسرا خط حضرت نے مہربانی فرما کر مجھے بھیجا۔ مگر کچھ غلطی پہلی طبع کے وقت کاتب سے ہو گئی تھی۔ اب درستی کی جاتی ہے۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دوائی میرے تجربہ کی رو سے یہ ہے۔ کہ ایک حصہ مشک خالص مثلاً ۶ ماشہ زنبیل خالص ۳ ماشہ۔ فولاد قلمی ۳ ماشہ۔ یہ دوا خوب پیسکر باہم ملاکر دو دو رتی کی گولیاں بنالیں۔ اور ہر روز شام کے وقت ایک گولی کھا لیا کریں۔ (عورت کھلئے۔ ناقل) فکر اور غم سے جہاں تک ممکن ہو۔ اپنے تئیں بچائیں۔ کہ اس کا دل پر اثر ہوتا ہے۔ اور دل سے تمام اعضاء پر اور خدا تعالےٰ سے بھی نماز میں پنجوقت دعا کرتے رہیں۔ خدا کے فضل سے کیا تعجب ہے۔ کہ خدا لڑکی کی جگہ لڑکا دیدے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالےٰ دعا کرتا رہونگا۔ ہمیشہ یاد دلاتے رہیں۔

والسلام مرزا غلام احمدؐ"

اس کے بعد اللہ کے فضل اور حضورؑ کی دعا سے میرے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اور پھر دو لڑکیاں بڑا لڑکا تین چار سال کا ہو کر فوت ہو گیا۔ باقی اولاد خدا کے فضل سے اب تک زندہ موجود ہے۔ اور صاحب اولاد ہے۔ الحمد للہ

اکثر احباب نے مجھ سے یہ نسخہ لے کر اپنے گھروں میں استعمال کرایا۔ تو خدا تعالےٰ نے انہیں اولاد عطا فرمائی۔ مولوی حکیم غلام محمد صاحب امرتسری شاگرد رشید حضرت حکیم الامتؓ تو یہ نسخہ بہت استعمال کرایا کرتے تھے۔

بیمار کی تیمار داری اور اس کے مرنے پر صبر کا نمونہ آپؑ میں ہم نے خوب دیکھا ہے۔ میاں مبارک احمد صاحب جب بیمار ہوئے۔ تو اس کے علاج معالجہ اور تیمار داری میں تو حد ہی کر دی۔ رات دن ایک کر دیا مگر جب وہ فوت ہو گئے۔ تو ایسا صبر کیا۔ کہ گویا کوئی بیمار ہی نہ تھا۔ کہیں حضرت بیوی صاحبہ کو حوصلہ دلا رہے ہیں۔ کہیں باہر احباب کو صبر کی تلقین کر رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت مولوی نور الدینؓ صاحب فرماتے تھے۔ کہ دیکھو! بیٹا ان کا فوت ہو گیا ہے اور صبر کی تلقین دوسروں کو کر رہے ہیں۔ جب وہ بیمار تھا۔ اس کی بیماری میں نمازیں جمع ہو رہی تھیں۔ اور شب و روز یہ کوشش تھی کہ کسی طرح بچ رہے۔ مگر جب فوت ہو گیا۔ تو بالکل خاموش ہو گئے۔ اور خدا کی مرضی سے اپنی مرضی ملا دی۔

اکتوبر ۱۹۰۵ء میں مولوی عبد الکریم صاحب فوت ہوتے ہیں۔ اسوقت بہشتی مقبرہ قائم نہ تھا۔ لہذا آپ کو بطور امانت قادیان کے شرقی قبرستان میں صندوق میں دفن کیا گیا۔ ابتدائے سال ۱۹۰۶ء میں جب بہشتی مقبرہ قائم ہوا۔ تو چھ ماہ بعد یہاں لاکر دفن کیا گیا۔ اور سب سے پہلی قبر انہی کی تھی۔ اس موقعہ پر مولوی صاحب کے دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی۔ کہ صندوق کا تختہ کھول کر ہمیں چہرہ دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ آپ نے اُن سے حلف لے کر اجازت دی۔ کہ چہرہ کی حالت کسی کو بتائی نہ جائیگی۔ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کا بیان ہے۔ کہ "مجھے خواب میں مولوی صاحب مرحوم کہتے ہیں۔ کہ چہرہ دیکھنے میں میری پردہ دری کی ہے۔ یہ خواب میں نے حضرت صاحبؑ کو سنایا۔ فرمایا واقعی ہم سے غلطی ہوئی۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

نماز پنجگانہ جمعہ اور عیدین کے لئے آپ امام کسی دوسرے عالم کو مقرر کیا کرتے تھے۔ اور نماز جنازہ خود پڑھایا کرتے تھے۔ یاد نہیں کہ یہ نماز آپ نے کسی دوسرے کے پیچھے پڑھی ہو۔ جہاں دفتر تشحیذ الاذہان تھا۔ یا جہاں اب دفتر ریویو اور مصباح ہے۔ وہاں پہلے سفید میدان پڑا تھا۔ آپؑ نے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا جنازہ یہاں پڑھایا۔ اسوقت کوئی بارش نہ تھی۔ جب تک آپ جنازہ پڑھاتے رہے۔ آہستہ آہستہ بوندیں پڑتی رہیں۔ بالکل جیسے کوئی روتا ہے۔ اور آنسو گرتے ہیں۔ جب سلام پھیرا

تو بند ہو گئیں - یاد پڑتا ہے - کہ حضرتؑ صاحب نے فرمایا - کہ نماز جنازہ کے وقت آسمان رو رہا تھا۔

کبھی کبھی حضورؑ مجمع احباب میں سلسلہ گفتگو میں مذاقاً کوئی واقعہ بیان فرمایا کرتے - چنانچہ مجھے ذیل کی باتیں یاد ہیں -

(الف) فرمایا - یہاں کے ملّاں پیدائش اور موت کی کی آمدنی پر اکثر لڑا کرتے - اور آئے دن ہمارے والد صاحب (یا دادا صاحب فرمایا) کے پاس ان کے جھگڑے آتے - آخر انہوں نے ملانوں کے درمیان محلے تقسیم کر دیئے - مگر پھر بھی جھگڑے ختم نہ ہوئے - ایک ملّاں آیا اور کہا - کہ یہ تقسیم درست نہیں - کیونکہ میرے محلہ میں زیادہ تر بیچگانے ہیں - یعنی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں - جب وہ مرتے ہیں تو مجھے کپڑا تھوڑا ملتا ہے اور میرے حریف کے محلہ میں بڑے بڑے آدمی ہیں - اسے کپڑا زیادہ ملتا ہے - یہ ملانوں کی قساوت قلبی کے متعلق فرمایا -

(ب) فرمایا کرتے - مخالفت کرنے والے ملّاں ہی ہیں - عوام ان کے ماتحت - اس لئے اُن کو خاموش کرنے کا آسان طریق یہ ہے - کہ کبھی کبھی ملّاں کی روٹی پکا دیں - اور ان کو حلوہ کھلا دیا کریں - پھر ان کا منہ بند ہو جاتا ہے -

(ج) فرمایا - بعض لوگ شیخی خورے بہت ہوتے ہیں - شیخی میں اپنا نقصان تک کر لیتے ہیں - ان کی مثال ایک بیوقوف عورت کی مانند ہے - جس نے شیخی میں آکر سونے کی انگوٹھی بنائی - مگر محلہ کی کسی عورت نے اسے مبارک نہ دی - نہ اس کی داد دیکر حوصلہ افزائی کی - اس رنج میں اُس نے گھر کو آگ لگا دی - محلہ کی عورتیں افسوس کرنے آئیں - بسلسلہ گفتگو میں اس نے بتایا - کہ سوائے اس انگوٹھی کے اور کوئی چیز نہیں بچی - عورتوں نے کہا بہن! تو نے یہ انگوٹھی کب بنائی - اور کتنے کو بنوائی اس نے کہا - اب تم مریں - اور پوچھتی ہو - اگر پہلے ہی آکر مبارک باد دیتیں - تو میں گھر کو آگ کیوں لگاتی!

(د) ایک عورت کو جب وہ محلہ میں سے گذرتی بچے بہت چھیڑا کرتے - اور وہ گالیاں دیا کرتی - اب یہ اس کی عادت ہو گئی تھی - ایک روز محلہ والوں نے بچوں کو منع کیا - اور انہوں نے اُسے نہ چھیڑا - اب وہ خفا ہو کر کہتی جاتی تھی - کہ آج تو محلہ کے سب بچے مر گئے ہیں - محلے کے سب بچے مر گئے ہیں -

---

حضرت اقدسؑ کو دیکھا گیا - کہ شریعت میں سہل پہلو اختیار فرماتے - اور مشکل پہلو ترک کرتے - چنانچہ بٹالہ تک بھی سفر کرتے تو نمازیں قصر اور جمع کرتے - مولوی کرم الدین بھیں ضلع جہلم والا مقدمہ کئی سال رہا - اور آپ مہینوں گورداسپور پیروی مقدمہ کیلئے رہتے - مگر نماز قصر فرماتے - کیونکہ یہ علم نہ تھا - کہ کب عدالت سے فراغت ہو - اور کب ہم واپس جائیں - نماز جمع کرنے میں سوائے سنتین نماز فجر اور وتر کے باقی سنن ساقط فرماتے - خواہ وہ فرائض سے اوّل ہوتیں - یا بعد یا درمیان - یُرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر پر عمل فرماتے - نمازیں آپ عموماً اوّل وقت جمع فرماتے - یعنی ظہر کے ساتھ عصر اور مغرب کے ساتھ عشاء جمع کرتے -

---

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تجمع الصلوٰۃ کا نظارہ بھی خوب دیکھا - جن دنوں میاں مبارک احمد صاحب بیمار تھے - آپ اس کی تیمارداری کی خاطر نمازیں جمع کرتے رہے -

پھر جب کتاب "اعجاز المسیح" کی تصنیف کا زمانہ آیا - سورہ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں مقررہ حجم اور مقررہ میعاد میں ختم کرنا تھی - اس لئے برابر نمازیں جمع ہوتی رہیں - کیونکہ یہ قلمی جہاد کا زمانہ تھا - اور یہ اعجازی رنگ میں لکھنے کا چیلنج تھا - مگر حضورؑ کے مقابل کوئی مخالف پورا نہ اترا - سب کی قلمیں ٹوٹ گئیں اور صرف حضورؑ سے ہی یہ معجزہ سرزد ہوا -

---

آپ سفر اور بیماری میں روزہ نہ رکھتے - اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر آتا - اور آپ کے دریافت کرنے پر علم ہوتا - کہ روزہ دار ہے - تو اُسے افطاری کا ارشاد فرماتے - بیماری اور سفر میں روزہ ہرگز نہ رکھتے اور اس پر زور سے عمل کرتے کراتے - چنانچہ ایک مرتبہ آپ دہلی تشریف لے گئے ہوئے تھے - ماہ رمضان تھا - واپسی پر آپ نے امرتسر قیام فرمایا گو آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کیلئے ہر طرح کا سامان سحری ہو سکتا تھا - مگر آپ نے خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق روزہ نہ رکھا - نہ ہی آپ کے مسافر ہمراہیوں نے - احباب نے لیکچر کے لئے اصرار کیا - آپ نے منظور فرما لیا - اگر آپ دیگر پیروں اور گدی نشینوں کی طرح ہوتے - تو کوئی چالاکی کرتے مگر آپ تو زمانہ کے امام تھے - اور آپ نے اس مسئلہ پر قرآن و حدیث کے مطابق اپنا تعامل بتا کر لوگوں کو صحیح راستہ پر چلانا تھا - نہ ہی مرید گیری ٹھگ بازی سے کام لینے والے تھے - آپ نے نہایت بے تکلفی سے دوران لیکچر میں چائے کی پیالی منہ سے لگائی - جو آپ کے خدام نے سادگی سے میز پر لا رکھی تھی - بس پھر کیا تھا - مخالفین نے جنگلی گدھوں گدھوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگنا اور شور مچانا شروع کر دیا - اور اینٹ اور پتھر برسائے - اور لیکچر بند کرنا پڑا - پولیس نے بحفاظت تمام آپ کو مکان پر پہنچایا - اور آپ اگلے روز قادیان تشریف لے آئے - خدا کی حکمت تھوڑے سے دنوں بعد امرتسر میں مرض ہیضہ پھیلا - اور لوگ کتوں کی طرح مرے - کوئی ان کو سنبھالنے والا نہ تھا -

---

آپؑ کی عادت تھی - کہ فرائض سے پہلی سنتیں گھر میں پڑھ کر مسجد میں تشریف لاتے - اور بعد کی سنتیں اگر تو مسجد میں مجلس کرنی ہوتی تو مسجد میں ورنہ گھر جا کر پڑھتے - مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جن دنوں امام الصلوٰۃ ہوا کرتے - چونکہ وہ فارغ ہوتے اس لئے اذان کے ساتھ ہی مسجد میں آ کر حضرت اقدسؑ کا انتظار کرتے - آپ جب تشریف لاتے - اُسی وقت نماز کھڑی ہو جاتی - مگر اُن کی وفات کے بعد جب حضرت مولوی نور الدینؓ صاحب امام الصلوٰۃ ہوئے چونکہ وہ عدیم الفرصت تھے - درس تدریس کا کام بہت ہوتا - اس لئے اذان کے ساتھ مسجد میں نہ پہنچ سکتے بلکہ اپنے مطب میں طلباء کو درس دیتے رہتے - حضرت مسجد میں تشریف لاتے تو کسی کو بلانے کیلئے بھیجتے مولوی صاحب فرماتے چلو آیا - طلباء کو کہتے سبق جلد ختم کرو - حضرت اقدسؑ احباب کے مجمع میں کسی مسئلہ پر گفتگو میں مشغول ہو جاتے - تھوڑی دیر بعد آپ دریافت فرماتے مولوی صاحب نہیں آئے - جاؤ بلا لاؤ - غرض کہ دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوتا - حضرتؑ کافی دیر تک مولوی صاحب کا انتظار فرماتے رہتے - جب تشریف لاتے تو نماز کھڑی ہوتی -

نماز مغرب کے بعد کی سنتیں آپؑ عموماً مسجد میں ہی ادا فرماتے - کیونکہ آپ نماز عشاء تک مسجد میں رونق افروز رہتے - اور احباب کے ساتھ کھانا کھاتے - اور نماز عشاء ادا کر کے گھر میں تشریف لے جاتے -

نماز جمعہ کیلئے جب آپ مسجد اقصیٰ میں تشریف لاتے تو دو سنت نماز پڑھ کر بیٹھتے -

سیر میں یا نماز مغرب کے بعد ہی مسجد میں آپ مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے اور احباب سے مختلف چیزیں یا معلومات دنیا سنتے -

---

ایک دفعہ آپ نے حضرت مولوی نور الدینؓ صاحب کو فرمایا - کہ دیہاتی لوگوں کو جو نماز جمعہ کے لئے آئے ہوئے ہیں - ٹھیک پنجابی میں تبلیغ فرمائیں - مولوی صاحبؓ چونکہ پنجابی میں تقریر کرنے کے عادی نہ تھے - اسلئے کچھ دیر لیٹ رہ گئے - اس پر آپؑ نے مولوی عبدالکریم صاحب کو ارشاد فرمایا - کہ آپ تبلیغ کریں - مولوی صاحب نے آخر تک ٹھیٹھ پنجابی میں تقریر کی -

---

جمعہ اور عید کی نماز آپ دوسرے امام کی اقتداء میں ادا فرماتے - اور وہی امام خطبہ بھی دیتا - اکثر یہ فرض حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ہی ادا فرماتے - اور خطبہ نکاح بھی -

ہمارا نیا سال!

یہ سال جو ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ ہجری کو شروع ہؤا۔ تاریخ سلسلہ میں ایک نہایت اہم سال ہے جبکہ اس سال خدا تعالےٰ کی مشیئت اور قدرت کے ظہور پر جو جری اللہ فی حلل الانبیاء و خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے رنگ میں ہوئی پچاس سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔ اور پھر قدرت ثانیہ کے ظہور پر بھی پچیس ۲۵ سال گذر رہے ہیں۔ اس طرح ایک نعمت سے ہم نصف صدی سے متمتع ہو رہے ہیں۔ اور دوسری قسم کی نعمت سے بھی جو خلافت کے وجود سے ہم کو حاصل ہو رہی ہے۔ ہم ربع صدی سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ پہلی نعمت جو بعثتِ انبیاء سے تعلق رکھتی ہے۔ تیرہ سو سال کے لمبے عرصے کے بعد ہم کو میسر آئی۔ ہم سے قبل جو اُمتیں گزریں۔ انہوں نے اگرچہ قوت شوکت۔ وسعت سلطنت کے شاندار نظارے دیکھے۔ مگر اُن کے کانوں نے آسمان کی آواز کو نہ سنا تھا۔ انکی روحیں اپنے خالق و مالک کی آواز سننے کیلئے تڑپتی ہونگی۔ مگر ان کیلئے چشمۂ حیات خشک پڑا ہؤا تھا۔ اور ان قوموں کو زمین کی فکر اور زمینی استحکام کی دھن لگی ہوئی تھی۔ اور ان کو آسمان کا خیال بھی نہ آتا تھا۔ اسی حالت میں خدا نے ہم پر اپنے فضل کے بادل برسا دیئے۔ اور ہم میں اس انسان کو مبعوث فرما دیا۔ جو سید الانبیاءؐ کا بروز بن کر آیا۔ اور ہم میں ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین کا مصداق تھا۔ جس نے تلاوت آیات فرمائی۔ تزکیہ نفس کے علاوہ کتاب و حکمت سکھلا کر ہمارے ضلالت اور گمراہی کے پردے چاک کر دیئے۔ اور جب خدا کی مشیئت نے اس دور کو بدل دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے ہم کو ہر قسم کے زلازل سے بچا کر خلافت سے وابستہ کر دیا۔ اور اس دَور کو تمکین دین کا دَور قرار دیا پہلے دور میں ہم کو بڑے بڑے صلحاء متقی اور پرہیزگار۔ ابدال۔ شہداء جنہوں نے اس چشمۂ صافی سے اپنی پیاس بجھائی۔ اور انہوں نے دنیا کو بتلایا۔ کہ واقعی خدا ہے۔ اور اب بھی وہ اپنے مکالمہ حیات بخش سے مردہ دلوں کو زندگی عطا کر سکتا ہے۔ مگر اس دَور میں ہم کو ارضی وسعت حاصل نہ ہوئی۔ اگرچہ روحیں سیراب و سرشار ہو رہی تھیں۔ مگر خدا کی آواز ایک محدود زمین میں رہی۔ اور مخالفت کے سیلاب اور طوفانی موجیں دشمنان حق کے بلند و بالا نعرے اس حق کی آواز کو دبانے کیلئے اٹھتے رہے۔ جب خدا کا نبی توحید و عرفان کے جام لٹاتا ہوا اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔ اور دورِ جدید کا آغاز خلافت کے آغاز سے ہوا اور خدا کا سلسلہ اپنے ابتدائی دور سے نکل کر پروان چڑھنے لگا۔ تو ہندوستان کے اکناف میں جماعتیں قائم ہونے لگیں۔ اور علماء دین کی ایک جدید جماعت تیار ہونے لگی۔ اس طرح وہ علماء مجاہدین کے رنگ میں رنگ گئی

انہوں نے سمندروں کو عبور کرنا۔ اور پہاڑوں پر چڑھنا شروع کیا۔ اور زمین کے سارے حصوں میں پھیل گئے۔ اور خدا کے نام کی منادی کرنے لگے۔ ان کی کوششوں میں خدا نے برکت ڈالی۔ اور ان کی مساعی کو بارور کیا۔ اور مشرق و مغرب میں اور شمال و جنوب میں سلسلہ کو برکت پر برکت دی گئی۔ اس طرح ہم نے دَورِ نبوی اور دور خلافت کی برکات سے حصہ پایا۔

تب قوم نے ان برکات اور افضال الٰہی کے شکریئے کیلئے ایک جوبلی منانے کا عزم کیا۔ جو اس سال منائی جائیگی۔ گویا کہ قوم اس سال ان تمام احسانوں اور فضلوں کو یاد کرکے خدا کا شکر کریگی۔ جو ان دونوں زمانوں میں اُسے حاصل ہوئے۔ گویا یہ سال انہی انعامات کی یاد اور پھر خدا کی ان نعمتوں کے شکریہ کا ہے۔

پس جبکہ قوم اللہ تعالیٰ کی حمد اور انعاموں کے شکر میں لگی ہوئی ہوگی۔ اسوقت یقیناً اس امر پر بھی اظہار شکر کریگی کہ خدا نے محض اپنے فضل سے الحکم کے ذریعہ ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ سلسلہ کی تاریخ اور خدا کے نبی کے کلام اور خدا کی وحی محفوظ ہو سکے۔ پس الحکم جو آج اس نمبر کے ساتھ اپنے

بیالیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہے

ان تمام واقعات اور نعمتوں کا حامل ہے۔ جو اس زمانے میں ہماری قوم کو خدا نے تیرہ سو سال کے بعد انعام کیں۔ اسکا ایک ایک پرچہ اس آب حیات کا ایک بھرپور دریا ہے جو کوزے میں بند ہے۔ دورِ نبوت کے بعد جب دورِ خلافت آیا تو اس دور میں تمکین دین کی مکمل تاریخ محفوظ ہے پس یہ پہلا اخبار جو سلسلہ کی ایک قدیم ترین علمی یادگار ہے بلکہ دورِ نبوت اور دورِ خلافت کے حالات کا حامل ہے۔ اس کے احیا و بقا کا سوال اگر ایسے وقت میں قوم کے سامنے رکھا جائے جبکہ قوم ایک جشن منا رہی ہو۔ تو یقینی ہے۔ کہ وہ قوم کی توجہ کو جذب کرنیکا باعث ہو سکے الحکم نے چالیس سال کا عرصہ خدا کے نبی کی زندہ قوم کی خدمت میں گذارا ہے اور بہت سے سرد و گرم حالات کا مشاہدہ کیا۔ مگر چالیس سال کی طویل خدمت کے بعد بھی اس کی پریشانیاں روز اوّل کا رنگ رکھتی ہیں۔ مالی لحاظ سے حالت ایسی ہے۔ کہ ایک پرچہ بھی نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں عزم اور ہمت سے اس عَلَم کو بلند رکھنے کے عہد کی تجدید کرتا ہوں اور یہی میرا سالِ نو کا کلمۃ الافتتاح ہے۔

اور خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ غیب سے ایسے حالات پیدا کر دے جس سے یہ اخبار خدمت دین کیلئے لافانی مواقع حاصل کر سکے۔

اور نسل یعقوب میں نسلاً بعد نسلٍ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں۔ جو اس اخبار کو زندہ رکھنے کا عہد کرتے چلے جائیں۔ اور خدا ان سب کو توفیق اور عزم کامل دے۔ آمین۔ اور اس اخبار کی ہر قسم کی مشکلات پر ہم کو لافانی فتح دے۔ تا پھر ہماری زبان پر مشکل کا نام نہ آئے۔ آمین یا رب العالمین

(محمود احمد عرفانی)

نظم!

نتیجۂ فکر جناب خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب گوہر

جلسۂ اعظم مذاہب کا ہؤا لاہور میں ؎ تاکہ ہر مذہب کا پیرو آکے دے اپنا بیاں
پانچ تھے عنوانِ مضموں جنکے تحت ہر اک کو ؎ اپنے مذہب کی حقیقت سب پہ کرنا تھی عیاں
حضرتِ احمدؑ مسیح و مہدئ موعود نے ؎ کھولدیں اسلام کی دنیا پہ ساری خوبیاں
وحیٔ حق سے یہ بھی پہلے ہی سے ظاہر کر دیا ؎ میرا مضموں سب سے افضل ہوگا وقتِ امتحاں
مجھکو پہلے ہی سے حق نے دے رکھی ہے یہ خبر ؎ یہ بھی ہوگا سب مذاہب کیلئے تازہ نشاں
فیصلہ آخر ججوں نے بھی یہی سُنکر کیا ؎ مرزا صاحب کا ہی مضمون سب سے بہتر بیگماں
یہ بھی تھی قرآن کی پیشین گوئی جو پوری ہوئی ؎ اک رسولِ حق کی بعثت کا ہؤا پورا نشاں

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق .... الخ

جس نے سب دینوں پہ دینِ حق کو غالب کر دیا ؎ ہو گیا ثابت جری اللہ حق کا پہلواں
فلسفہ اسلام ہے دینِ فطرت بالیقیں ؎ سب مذاہب پر یہی مذہب رہے گا کامراں
اک مقرر نے یہی لنڈن کے جلسہ میں کہا ؎ احمدیت ہوگی دنیا کی ہدایت کا نشان
سر پہ چڑھ کے بولے جو جادو صداقت ہو وہی ؎ صدق مہدیؑ کے ہیں شاہد یہ زمین و آسماں
ہے دعا گوہر کی یارب وہ بصیرت کر عطا ؎ جس سے دنیا دیکھ لے اسلام کا حسنِ نہاں
کفر شرک و دہریت دنیا سے مٹ جائیں سبھی ؎ نیّرِ اسلام مغرب سے نکلکر ہو عیاں

ہمارا سالانہ جلسہ

ابتدائی انتظام

تقریباً نصف صدی کے قریب ہونے کو آیا۔ جبکہ خدا کے مسیح نے قادیان دارالامان میں ایک سالانہ اجتماع کی بنیاد رکھی۔ مسجد مبارک کے قریب ہی فصیل کی زمین پر ایک دری بچھا کر اس جلسہ کا افتتاح کیا گیا۔ پھر یہ جلسہ مسجد اقصیٰ میں ہونے لگا۔ اور مسجد بھی آج کی نسبت سے بہت چھوٹی تھی پھر جب اسے ترقی ہوئی تو لوگ ارد گرد کے کوٹھوں پر بھی چڑھ کر لیکچر سننے لگے۔ اور ۱۹۰۷ء کا آخری جلسہ جس میں خدا کا مسیح موجود تھا مسجد اقصیٰ میں ہی ہوا۔ ۱۹۰۸ء میں پہلا جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ہوا۔ اور چند سال تک وہیں ہوتا رہا۔ پھر مسجد نور کے بن جانے پر مسجد نور میں یہ سلسلہ شروع ہوا۔ اور لوگوں کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مسجد نور کی توسیع بھی ہوتی رہی۔ آخر وہ وقت بھی آگیا۔ کہ وہ اپنی وسعتِ ارضی کے ساتھ اور چاروں طرف بلند و بالا گیلریوں میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود وہ تنگ نظر آنے لگی۔ تب مدرسہ تعلیم الاسلام کے سامنے وسیع میدان میں جلسہ گاہ تیار ہونے لگی۔ اور خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت کا عجیب نظارہ ہمکو اسوقت نظر آتا ہے جب ہر سال جلسہ گاہ باوجود اپنی وسعت اور فراخی کے تنگ ہو جاتی ہے۔ اور ہر سال کی یہ ترقی اور یہ وسعت ہم کو خدا تعالیٰ کی اس نصرت و برکت کا مشاہدہ کراتی ہے جو سلسلہ کی ترقی کے رنگ میں ظہور پذیر ہوتی۔ اور لوگ اپنی آنکھوں سے اس پُرکیف نظارے کو دیکھ کر وجد کی سی کیفیت محسوس کرنے لگتے۔ چنانچہ اس سال یہ پنڈال بہت بڑی وسعت کے ساتھ بنایا گیا۔ یعنی ۱۹۰×۱۹۰ فٹ علاوہ گیلریوں کے بنایا گیا۔ جلسہ گاہ کی یہ وسعت اتنی بڑی تھی۔ کہ بلند سے بلند تقریر کرنے والے کی آواز بھی ایک سرے سے دوسرے سرے تک نہیں پہنچ سکتی تھی یہ شاندار پنڈال جلسہ سے قبل ہی بن کر تیار ہو گیا تھا۔

ان ہزارہا مہمانوں کی آمد پر ٹھیرانے کیلئے اور آرام کیلئے ناظر ضیافت مختلف قسم کی نظامتیں قائم کرتی ہے۔ چنانچہ نظامتیں چار حصوں پر تقسیم ہوتی ہیں۔

اوّل نظامت سپلائی و سٹور

دوم۔ نظامت اندرون شہر

سوم۔ نظامت دارالعلوم و دارالرحمت

چہارم۔ نظامت دارالفضل و دارالبرکات

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔ کہ جب کام شروع ہو جاتا ہے۔ تو حضور سارے کام کو بذات خود ملاحظہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا معائنہ:۔ چنانچہ ۲۵؍ دسمبر کو پونے بارہ بجے قبل دوپہر اس معائنہ کیلئے تشریف لائے۔ سب سے پہلے مدرسہ کے صحن میں حضور نے معاونین اور کارکنوں کو دیکھا۔ جو اپنے اپنے نشان لگائے کھڑے تھے۔ حضور کے ساتھ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ۔ جناب مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ جناب خانصاحب مولوی فرزند علی خاں صاحب ناظر ضیافت تھے۔ حضور نے کارکنوں کی قلّت کو محسوس فرما کر نہایت اہم ہدایات فرمائیں۔ اگر ان ہدایات پر عمل کیا گیا۔ تو یقین ہے۔ کہ آئندہ سالوں میں کارکنوں کی قلّت کا سوال نہیں رہے گا۔

حضور نے کمروں کا معائنہ کیا۔ اور پھر لنگر خانہ کے متعلق سب انتظاموں کو دیکھ کر وہاں بھی آٹا گوندھنے۔ سالن پکانے آلو وغیرہ چھیلنے کے متعلق ہدایات دیں۔ اس کے بعد مہمانخانہ کا معائنہ فرمایا۔ اسطرح اندرون قصبہ کے انتظامات ملاحظہ فرمانے کے بعد بیرون قصبہ میں تشریف لے گئے۔ اور سب سے پہلے نور ہسپتال کا ملاحظہ فرمایا۔ پھر جلسہ گاہ دیکھی پھر بورڈنگ تحریک جدید کو دیکھا۔ اور نظامت دارالعلوم کا لنگر خانہ دیکھا۔ یہاں پر نواب عبداللہ خانصاحب۔ مولوی محمد دین صاحب ناظم اور دیگر اراکین موجود تھے۔ مہمانوں کی فرودگاہیں دیکھیں۔ اور دارالفضل کے محلے کے انتظامات دیکھے۔ یہاں ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی ناظم مع اراکین موجود تھے۔ یہاں سے حضور اسٹیشن کے انتظام کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور یہاں ٹانگوں کی کمی کے انسداد کی طرف کارکنوں کو توجہ دلائی۔ عملہ اسٹیشن سے بھی گفتگو فرمائی۔ اور اس سارے معائنہ کی تکمیل ڈیڑھ بجے ختم ہوئی۔ اور حضور واپس تشریف لائے۔ اس معائنہ میں چودھری اسد اللہ خانصاحب قائد اعظم اور مقامی کور کے آفیسر اور والنٹیر حضور کے ساتھ رہے۔ اور پہرہ کا انتظام کرتے رہے۔

اس سارے معائنہ پر ایک نظر:۔ یہ معائنہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی سیرت کا ایک باب ہے۔ حضور کو ان ایام میں جسقدر مصروفیت ہوتی ہے۔ اسکا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ اور صرف وہی شخص اس امر کا اندازہ کر سکتا ہے۔ جو سالانہ جلسہ میں آئے۔ اور سالانہ جلسہ میں پہلے عام لوگوں کی مصروفیت کو دیکھے۔ اور پھر حضور کی مصروفیت کو دیکھے۔ اس مصروفیت کے باوجود حضور کا جلسہ کے پھیلے ہوئے نہایت وسیع انتظامات کو دیکھنا اس امر کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ کہ حضور کو خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے آنیوالے مہمانوں کے آرام کا کسقدر خیال ہوتا ہے۔ جو لوگ قادیان میں آتے ہیں۔ وہ محض خدا کے لئے آتے ہیں۔ اور اگر یہاں کوئی بھی مہمانوں کے آرام کا انتظام نہ ہو۔ تو وہ لوگ تب بھی آئیں۔ اور ضرور آئیں کیونکہ وہ یہاں کسی آرام کے خیال سے نہیں آتے۔ بلکہ محض خدا کی رضا کیلئے آتے ہیں۔ مگر حضور ان سب لوگوں کو آیات اللہ سمجھ کر ان کے آرام کے انتظام کرنیکا اصل ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جب کسی محکمہ کی طرف سے کوتاہی ہوئی۔ تو حضور نے نہ صرف اس کوتاہی کے دور کرنے کا انتظام فرمایا۔ بلکہ بھرے جلسہ میں احباب سے اس کوتاہی کی وجہ سے عذر خواہی کی۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ بعض اوقات اپنے سید و مولیٰ اور پیارے امام کے منہ سے اسطرح عذر خواہی کے الفاظ سنکر بعض خادموں کی آنکھیں پُرنم ہو جاتی ہیں اور اس وقت ان کے چہرے کی کیفیت ایسی عجیب ہوتی ہے۔ کہ وہ ان کی قلبی کیفیتوں کا آئینہ ہو جاتی ہے۔ ایک طرف وہ اس بد انتظامی کی تکلیف کو محسوس کرتے۔ دوسری طرف وہ اپنے امام کی اس عذر خواہی سے مسرت و ندامت کے متضاد جذبات کو محسوس کرتے۔

الغرض

حضور کا یہی جذبہ کہ میں سب امور کا ذمہ دار ہوں۔ سالانہ جلسہ کے تمام کاموں میں نمایاں نظر آتا ہے۔ چنانچہ کمروں میں جا کر جماعتوں کے لحاظ سے کمرے کی حالت۔ روشنی۔ ہوا۔ کسیر۔ برتن وغیرہ اشیاء تمام چیزوں کو ملاحظہ فرمانا اس امر کی کھلی دلیل ہے۔ کہ حضور انکی راحت کا پورا خیال فرماتے ہیں۔ اس پر بس نہیں کہ حضور لنگر خانہ کے تمام کاموں کا ملاحظہ کرتے اور کھانے پینے کی اشیاء کا نہ صرف معائنہ فرماتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک چیز کے متعلق ہدایات دیتے ہیں۔ تاکہ غذا کیطرف پوری توجہ ہو سکے۔

کارکنوں کو بڑھانے کی ہدایات:۔ تھوڑے کارکن بھی اگرچہ کھانا کھلا سکتے ہیں۔ مگر اس میں یہ دقت رہتی ہے۔ کہ مہمانوں کے ایک حصہ کو انتظار کرنی پڑتی ہے۔ اور ایک حصہ کو کھانا مل جاتا ہے۔ اور اسطرح جس حصہ کو انتظار کرنی پڑتی ہے۔ اس کا کھانا ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی تکالیف کا انسداد کارکنوں کی زیادتی سے ہی ہو سکتا ہے چنانچہ اس کی طرف پوری توجہ فرمائی۔ تاکہ ایسی تکلیف نہ ہو سکے۔

غذا کے متعلق ہدایات:۔ انتظام کا سب سے اہم اور سب سے مشکل حصہ لنگر خانہ کا انتظام ہے۔ ہزارہا افراد کے لئے آٹا گوندھا جاتا ہے۔ متعدد تنور دن اور رات کام کرتے ہیں سینکڑوں من آلو وغیرہ چھیلے جاتے ہیں۔ اور ان چیزوں کی صفائی کیلئے اگر کما حقہٗ انتظام نہ کیا جائے تو کام میں نہ صرف دقت ہے بلکہ غذا صحت کے لحاظ سے بھی قابل استعمال نہیں رہ سکتی۔ اس لئے حضور مہمانوں کی غذا کا بھی خود ہی خیال فرماتے ہیں۔

صحت کا خیال:۔ نور ہسپتال کی استعداد اور تیاری کا ملاحظہ فرمانا اس امر کی کھلی دلیل ہے۔ کہ حضور کو آنے والے مہمانوں کی صحت کا کس قدر خیال ہے۔

صیغہ استقبال کا معائنہ:۔ صیغہ استقبال کا معائنہ بھی ہم کو حضور کی اس محبت اور قلبی کیفیت کا پتہ دیتا ہے۔ جو مسافروں کے ہر قسم کے آرام سے تعلق رکھتی ہے۔ الغرض......

وصایا!

نمبر ۵۲۷۲

منکہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ ولد شیخ غلام قادر قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن کوٹ ککے زئی امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{38}$ ۲۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔ ایک مکان واقعہ امرتسر شہر کوٹ ککے زئیاں میں مبلغ چار ہزار کا ہے۔ ایک مکان جدی شہر بٹالہ میں موجود ہے جسکی قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں۔ صرف ماہوار آمدنی پر ہے۔ جو کہ اسوقت یکصد روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو۔ اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ کوٹ ککے زئیاں امرتسر

گواہ شد:۔ گل مصطفےٰ پسر موصی

گواہ شد:۔ احمد مصطفےٰ پسر موصی

نمبر ۵۲۷۳

منکہ غلام فاطمہ زوجہ چودھری غلام حسین قوم راجپوت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۳۱ء ساکن کاہنووان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{38}$ / حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد منقولہ اس وقت حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری وفات کے بعد جسقدر جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق انجمن مذکور کرتی ہوں۔ مجھے اب مبلغ -/۳ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں اس رقم کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جو ماہ بماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتی رہوں گی۔

(۱) کانٹے طلائی دو تولہ قیمتی -/۷۵ روپے

(۲) انگوٹھی طلائی قیمتی -/۱۵ روپے

(۳) نقد بیس روپے۔ کل جائیداد موجودہ کی قیمت یکصد روپیہ ہوتی ہے۔ مہر کی رقم میں اپنے خاوند سے تصفیہ کر کے وصول کر چکی ہوں۔

الامۃ:۔ نشان انگوٹھا غلام فاطمہ

گواہ شد:۔ غلام حسین احمدی خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ محمد عبداللہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ کاہنووان

نمبر ۵۲۷۴

منکہ واحد بخش ولد خدا بخش قوم کھرل پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال بیعت تقریباً ۱۹۳۲ء ساکن چاہ نوا والہ ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{38}$ ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ صرف تنخواہ ماہوار مبلغ سترہ روپے ہے۔ اور میں ہر ماہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اگر میری وفات کے بعد جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ کو ادا کردوں۔ تو وہ میرے حصہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی۔

العبد:۔ واحد بخش بقلم خود

گواہ شد:۔ خلیل احمد والد موصی بقلم خود

گواہ شد:۔ صادق محمد خاں سکرٹری تحریک جدید لودھراں

نمبر ۵۲۷۶

منکہ محمد یوسف ولد مولوی فخر الدین صاحب پنشنر قوم قریشی پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اسوقت میری جائیداد صرف میری کتب ہیں۔ جنکی مالیت قریباً ڈیڑھ صد روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ جب میری کوئی آمد شروع ہوگی۔ تو اسوقت اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بھی ادا کرتا رہونگا اور جو جائیداد میری وفات پر ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ محمد یوسف متعلم جماعت دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

گواہ شد:۔ محمد یعقوب مولوی فاضل

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم ناصر بی۔ اے سابق مبلغ ہنگری

گواہ شد:۔ بشیر احمد کارکن نظارت امور عامہ

نمبر ۵۲۷۷

منکہ فضل حسین ولد چودھری غلام احمد قوم جٹ چھٹ پیشہ کاشتکاری ساکن تونیکی ڈاکخانہ کاموں کی ضلع گوجرانوالہ عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{38}$ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) مکان رہائشی قیمتی اندازاً یکصد روپیہ۔

(۲) میری سالانہ آمدنی قریباً پچاس روپے ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد:۔ فضل حسین احمدی تونیکی حال قادیان

گواہ شد:۔ نصر اللہ خاں پسر موصی بقلم خود حال قادیان

گواہ شد:۔ عبد الحق کاتب قادیان

نمبر ۵۲۷۸

منکہ امۃ الرحمٰن بنت حضرت مولوی شیر علی صاحب قوم رانجھا پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال قریباً۔ پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲ دسمبر ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میری آمدنی مبلغ نوے روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو کہ انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔ نیز اقرار کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت جو میری ذاتی جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو وہ اس میں سے منہا کر دی جائیگی۔

الامۃ:۔ امۃ الرحمٰن بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ بقلم خود

گواہ شد:۔ شیر علی عفی عنہ والد موصیہ

گواہ شد:۔ عبد الرحیم برادر موصیہ

دفتر الحکم کی طرف سے ضروری اعلان

(۱) "الحکم" کا حیدرآباد نمبر ابھی مزید کچھ عرصہ کیلئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ مگر اسکا نکلنا یقینی ہے۔ تاریخ اشاعت سے بعد میں احباب کو مطلع کر دیا جائیگا۔

(۲) "الحکم" کا ایک نہایت شاندار خلافت جوبلی نمبر شائع کیا جائیگا۔ جس کی تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ یہ نمبر ہر طرح سے قابل دید ہوگا۔ اور اس قابل ہوگا کہ احباب اپنے دوستوں کو بطور تحفہ پیش کریں۔

(۳) ان نمبروں کی اشاعت اور اخبار کو جاری رکھنے کیلئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے، جس کیلئے وی۔ پی بھیج رہا ہوں۔ احباب وی پیوں کو لینے کیلئے ہر طرح مستعد اور تیار رہیں۔

(محمود احمد عرفانی ایڈیٹر و منیجر اخبار الحکم)